محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم من یاخذ عنی ھؤلاء الکلمات فیعمل بھن او یعلم من یعمل بھن ؟ قلت انا یا رسول اللہ فاخذ بیدی، فعد خمسا۔ فقال۔

۱۔ اتق المحارم، تکن اعبد الناس

۲۔ وارض بما قسم اللہ لک، تکن اغنی الناس

۳۔ واحسن الی جارک، تکن مؤمنا۔

۴۔ واحب للناس ماتحب لنفسک، تکن مسلما۔

۵۔ ولا تکثر الضحک فان کثرۃ الضحک تمیت القلب۔

(ترمذی۔ مسند احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہم سے فرمایا: کوئی ہے جو مجھ سے یہ چند باتیں سیکھ لے، پھر خود ان پر عمل کرے یا دوسرے عمل کرنے والوں کو بتادے۔؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ میں حاضر ہوں، مجھے ارشاد فرمائیے۔ آپؐ نے (کمال مہربانی سے) میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور گنا کر یہ پانچ باتیں مجھے بتائیں۔ فرمایا:

۱۔ جو چیزیں اللہ نے حرام ٹھہرادی ہیں، ان سے بچ کر رہو، بہت بڑے عبادت گزار ہو جاؤ گے۔

۲ - اللہ نے جو کچھ تمھیں دے دیا ہے، اس پر راضی رہو، بڑے بے نیاز اور دولت مند ہو جاؤ گے۔

۳ - اپنے ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کرو، مومنِ کامل ہو جاؤ گے۔

۴ - جو چیز اپنے لیے پسند کرتے ہو، وہی دوسروں کے لیے بھی کرو، پورے پورے مسلمان ہو جاؤ گے۔

۵ - زیادہ ہنسا نہ کرو، زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

یہ پانچ چیزیں ممکن ہے بظاہر کسی کو چھوٹی معلوم ہوتی ہوں، لیکن حقیقت میں یہ بڑی اہم باتیں ہیں اور ان پر عمل کرنے والا اور دوسروں کو ان پر عمل کی تلقین کرنے والا بڑا خوش بخت انسان ہے، اس لیے کہ ان میں ایمان کا جوہر اور اسلام کا مغز آ گیا ہے۔

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ شب بیدار ہیں، تہجد گزار ہیں، فرض نمازوں کے علاوہ نفلی نمازیں بھی پڑھتے ہیں، نفلی روزے بھی رکھتے ہیں، اللہ کے فضل سے حاجی بھی ہیں، اوراد و وظائف کا بھی پورا اہتمام کرتے ہیں، لیکن ان کی آمدنی کے ذرائع مشکوک، اور کسبِ رزق اور حصولِ معاش کے وسائل مشتبہ ہیں۔ وہ اس بات کا خیال نہیں رکھتے کہ ان کے ہاں جو کچھ آ رہا ہے، کہاں سے آ رہا ہے۔ ان کی آمدنی کے ذرائع حدودِ شریعت سے متصادم اور دائرۂ حلال سے متجاوز تو نہیں ہیں۔ اس باب میں ان کی عدم توجہی اور بے التفاتی کا یہ عالم ہے کہ جو کچھ حلال ذریعے سے حاصل ہوا وہ بھی رکھ لیا اور جو حرام و ممنوع طریقے سے آیا، اُسے بھی چٹ کر گئے۔ یعنی محرّمات و ممنوعات کا اُنھیں قطعاً کوئی خیال نہیں ہے۔ اخلاقی اور شرعی اعتبار سے ان کی زندگی کا یہ پہلو انتہائی قابلِ نفرت اور لائقِ مذمّت ہے۔ آنحضرتؐ کے فرمان کے مطابق بہت بڑا عبادت گزار اور مومن و متقی وہ شخص ہے جو حرام و ممنوع اشیا کے استعمال سے دامن کشاں رہتا ہے اور ناجائز ذرائع آمدنی سے پرہیز کرتا ہے۔ اس ضمن میں آپؐ کا ارشاد کتنا واضح ہے: اتق المحارم تکن اعبد الناس۔

دوسری بات آنحضرتؐ نے یہ ارشاد فرمائی کہ جو کچھ اللہ نے انسان کے لیے مقرر کر دیا ہے اور جو کچھ اسے عطا فرما دیا ہے، اس پر راضی رہے، تو سمجھ لیجیے کہ وہ بڑا مستغنی اور

صاحبِ دولت ہے ۔ جب اسے اپنی قسمت پر شکایت نہیں ہے ، جو اس کے لیے مقدر و مقسوم ہے ، اس پر قانع ہے اور ہر حالت میں صابر اور اللہ پر شاکر ہے تو لازماً وہ اطمینان و سکون سے بسر کرے گا اور ہر قسم کے تفکرات اور رنج و افسوس سے محفوظ رہے گا ۔ دوسروں کی زیادہ آمدنی دیکھ کر اپنی قسمت پر نالاں ہوتا اور اپنی کم آمدنی پر غم و اندوہ کا اظہار کرنا ، عقل مندوں کا کام نہیں ۔ شرافت اور خردمندی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان ہر حال میں خوش و خرّم رہے اور اللہ کا شکر بجا لائے ۔ درحقیقت اسی صفت کا حامل شخص غنی ہے ، اسی کے متعلق حضورؐ کا فرمان ہے : وارضَ بما قسم اللّٰہ لکَ تکن اغنی الناس ۔

بعض لوگ بظاہر بڑے نیک اور صالح معلوم ہوتے ہیں ، لیکن ہمسایوں کے ساتھ اُن کا برتاؤ اچھا نہیں ہوتا ۔ ہمسائے ان کے رویے سے شاکی رہتے ہیں ، حالانکہ شریعت نے ہمسایوں کے حقوق ادا کرنے کی بہت تاکید کی ہے مگر انھیں اس کا کوئی احساس نہیں ہے ۔ ایسے لوگوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ ان کا ایمان کامل نہیں ہے ۔ تکمیلِ ایمان کے لیے ضروری ہے کہ انسان پڑوسیوں کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آئے اور اس عمل پر مداومت کرے ۔ ہمسایہ مسلمان ہو یا غیر مسلم ، اس کی شریعت نے تخصیص نہیں کی ، کسی مذہب و مسلک کا ہو ، اس کی تکریم ضروری ہے ۔ یہاں یہ بھی ذہن میں رہے کہ ہمسایہ مکان ہی کا نہیں ہوتا ، ایک دوسرے سے ملحق شہر اور ملک بھی باہم ہمسایہ ہیں ، اُن کو صلح و صفائی سے رہنا چاہیے ۔ ایمان والے وہ لوگ ہیں جو آنحضرتؐ کے اس عام حکم کو ہمیشہ پیشِ نگاہ رکھتے ہیں : وَاحسن الیٰ جارکَ تکن مؤمناً ۔

دُنیا میں ایسے لوگ کثرت سے پائے جاتے ہیں جو مسلمان ہیں اور اسلام کے ظواہر پر عمل پیرا ہیں ۔ لیکن دوسروں کے ہمدرد اور خیر خواہ نہیں ہیں ، ان کی تمام تر ہمدردیوں اور بہی خواہیوں کا مرکز فقط ان کی اپنی ذات ہوتی ہے ۔ وہ اپنے تھوڑے اور عارضی فائدے کے لیے دوسروں کو نقصان پہنچانے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے ۔ اس عادت و عمل کے لوگ اگرچہ مسلمان ہوں ، لیکن اسلام ان کے اندر راسخ نہیں ہوا ہے ۔ وہ اسلام کی حلاوت سے محروم ہیں ۔ حضورؐ نے فرمایا پورا مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ جو کچھ انسان اپنے

لیے پسند کرتا ہے، دوسروں کے لیے بھی کرے ۔ صرف اپنی ذات کو ہر شے کا مستحق نہ گردانے اور اپنے ہی فائدے اور نقصان کو سامنے نہ رکھے بلکہ آنحضرتؐ کے اس حکم کو مدارِ عمل ٹھہرائے:
وَ احب الناس ما تحبّ لنفسک تکن مسلماً ۔

پانچویں اور آخری بات یہ ارشاد فرمائی کہ زیادہ ہنسنے سے پرہیز کیا جائے، وقار اور سنجیدگی سے بات کی جائے ۔ ہر معاملے میں ہنستے رہنا اور متانت کو نظر انداز کیے رکھنا کارِ خردمنداں نہیں ہے ۔ ولا تکثر الضحک فان کثرۃ الضحک تمیت القلب ۔

غور فرمائیے آنحضرتؐ کے یہ پانچوں ارشادات کس قدر عمدہ اور کس درجے مبنی بر حقیقت ہیں ۔ اگر انسان ان پر عمل کرے تو ذاتی اور معاشرتی اعتبار سے بڑی بلندیوں پر پہنچ جاتا ہے اور اس کی یہ بہت بڑی ذہنی اور اخلاقی فتح ہے ۔ اللہ بھی اس سے خوش اور وہ خود بھی مطمئن ۔ ایک مرتبہ ان باتوں کو پھر ذہن میں لائیے ۔

۱ ۔ اللہ تعالیٰ کی حرام اور ممنوع قرار دی ہوئی چیزوں سے بچنا ۔
۲ ۔ جو کچھ اللہ دے رہا ہے، اس کو کافی سمجھنا اور قناعت کی زندگی بسر کرنا ۔
۳ ۔ اپنے پڑوسیوں اور ملنے جلنے والوں سے اچھا سلوک کرنا ۔
۴ ۔ جو کچھ اپنے لیے پسند کرتا ہے، دوسروں کے لیے بھی پسند کرنا ۔
۵ ۔ زیادہ ہنسی مذاق کی گفتگو سے بچنا ۔